QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

خواتین کے معاشی حقوق کا تقابلی جائزہ(سامی مذاہب کی روشنی میں)

Women's Economic Rights: A Comparative Study in the Light of Semitic Religions

Nazia Nawaz

PhD Scholar Interfaith studies. Allama Iqbal open University, Islamabad/Lecturer. GCUF Faisalabad

nazianawaz@gcuf.edu.pk

Muhammad Shoaib

Teaching Assistant (Islamic studies) University community college, Govt. collage university, Faisalabad

uhammadshoaib@gcuf.edu.pkm

Abstract:

The present study, titled "Economic Rights of Women: A Comparative Study in the Light of Semitic Religions," presents a comparative study of the religious teachings of Judaism, Christianity, and Islam concerning the economic status and financial rights of women. The primary objective of the study is to comparatively examine the economic position and rights accorded to women in the three religions. The study reveals that the religious teachings of Judaism and Christianity do not present a comprehensive and clearly defined system of specific economic rights for women, whereas Islam grants women explicit economic rights, including the right to ownership, inheritance, dower (Mahr), maintenance (Nafaqah), and independent control over their property. Islam recognizes women's right to personal ownership, assigns them a prescribed share in inheritance, and provides clear injunctions for the protection of their financial rights. The article comparatively examines the relevant teachings of the three Semitic religions and highlights their similarities and significant differences regarding the economic rights of women.

Keywords

Women's, Economic Rights, Semitic Religious, Judaism, Christianity, Islam,Right to Ownership, Inheritance, Mahr, Maintenance, Comparative Study

تعارف۔

خواتین کے حقوق کا مسئلہ انسانی معاشرے کے بنیادی اور اہم مسائل میں شمار ہوتا ہے۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی، استحکام اور معاشی توازن میں خواتین کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مذہبی تعلیمات میں بھی عورت کے مقام، اس کے فرائض اور حقوق کے حوالے سے مختلف تصورات پائے جاتے ہیں۔ بالخصوص یہودیت، عیسائیت اور اسلام تین اہم سامی مذاہب ہیں جن کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے معاشرتی، اخلاقی اور معاشی پہلوؤں کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔

خواتین کے معاشی حقوق میں حقِ ملکیت، حقِ وراثت، حقِ مہر، نان ونفقہ، مالی تصرف اور جائز ذرائع سے کسبِ معاش جیسے بنیادی حقوق شامل ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں انہی حقوق کا یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے متعلقہ مذہبی مصادر، قرآن مجید، احادیثِ نبویہ، کتبِ تفسیر وحدیث، کتبِ سیرت اور متعلقہ علمی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عورت کو مستقل مالی شخصیت تسلیم کرتے ہوئے اسے ملکیت، وراثت، مہر اور اپنے مال میں تصرف کے حقوق دیے گئے ہیں۔ اسی طرح عہدِ نبوی ﷺ کی متعدد روایات سے خواتین کی تجارتی اور معاشی سرگرمیوں میں شرکت بھی سامنے آتی ہے۔ موجودہ مقالہ ان پہلوؤں کو یہودیت اور عیسائیت کی متعلقہ تعلیمات کے ساتھ تقابلی انداز میں پیش کرتا ہے تاکہ تینوں مذاہب میں خواتین کے معاشی حقوق کی نوعیت، حدود اور امتیازات کو واضح کیا جاسکے۔

اہمیت۔

خواتین کے معاشی حقوق کے حوالے سے مختلف مذہبی تصورات پائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ خواتین کو معاشی خود مختاری اور مالی حقوق کا تصور جدید دور میں حاصل ہوا، جبکہ مذہبی تعلیمات میں اس کی کوئی واضح بنیاد موجود نہیں۔ اس تناظر میں یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی بنیادی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے معاشی حقوق کا تقابلی مطالعہ کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ تینوں مذاہب میں حقِ ملکیت، وراثت، مہر، نان ونفقہ اور کسبِ معاش کے حوالے سے کیا تعلیمات موجود ہیں۔

مقاصدِ تحقیق

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

یہودیت میں خواتین کے معاشی حقوق سے متعلق مذہبی تعلیمات کا جائزہ لینا۔

عیسائیت میں خواتین کے معاشی حقوق سے متعلق مذہبی تعلیمات کا مطالعہ کرنا۔

اسلام میں خواتین کے معاشی حقوق کی بنیادی نوعیت اور اہمیت کو واضح کرنا۔

حقِ ملکیت، وراثت، مہر، نان ونفقہ اور کسبِ معاش کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا جائزہ لینا۔

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی معاشی اور تجارتی سرگرمیوں کو واضح کرنا۔

تینوں سامی مذاہب کی تعلیمات کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا۔

خواتین کے معاشی حقوق کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کے نمایاں پہلوؤں کو علمی انداز میں واضح کرنا۔

تحقیقی سوالات

یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی مذہبی تعلیمات میں خواتین کے معاشی حقوق کا تصور کیا ہے؟

یہودیت اور عیسائیت کے مذہبی ماخذ خواتین کے حقِ ملکیت، حقِ وراثت اور مالی خود اختیاری کے بارے میں کیا رہنمائی فراہم کرتے ہیں؟

اسلام نے خواتین کو حقِ ملکیت، وراثت، مہر اور نفقہ کے حوالے سے کون سے واضح معاشی حقوق عطا کیے ہیں؟

تینوں سامی مذاہب کی تعلیمات میں خواتین کے معاشی حقوق کے حوالے سے کون سی مماثلتیں اور نمایاں اختلافات پائے جاتے ہیں؟

منہج تحقیق۔

اس مقالے میں بنیادی طور پر تقابلی اور تجزیاتی طریقۂ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام سے متعلق بنیادی مذہبی مصادر اور متعلقہ علمی کتب سے مواد حاصل کیا گیا ہے۔ قرآن مجید، احادیثِ نبویہ، کتبِ سیرت، کتبِ حدیث، بائبل اور متعلقہ تحقیقی و علمی کتب کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

تحقیق میں پہلے تینوں مذاہب میں خواتین کے معاشی و متعلقہ حقوق سے متعلق تعلیمات کو الگ الگ بیان کیا گیا، بعد ازاں ان کے اہم پہلوؤں کا تقابلی جائزہ لیا گیا۔ اسلامی تعلیمات کے ضمن میں خواتین کے حقِ ملکیت، وراثت، مہر، نان و نفقہ اور کسبِ معاش کے ساتھ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی عملی معاشی سرگرمیوں کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ آخر میں حاصل شدہ مواد کی روشنی میں نتائج اور سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔

سابقہ تحقیقی کام کا مختصر جائزہ

خواتین کے حقوق اور اسلامی معاشرت میں عورت کے مقام کے حوالے سے متعدد علمی کتب اور تحقیقی مطالعات موجود ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اسلامی مصادر کے ساتھ جدید مصنفین اور محققین کی تحریروں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح یہودیت اور عیسائیت کے حوالے سے بائبل اور متعلقہ کتب سے مواد اخذ کیا گیا ہے۔ تاہم زیرِ نظر مطالعے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خواتین کے معاشی حقوق کو تین سامی مذاہب کی تعلیمات کے تناظر میں تقابلی انداز سے زیرِ بحث لایا گیا ہے، جبکہ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی عملی تجارتی سرگرمیوں کو بھی مثالوں کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

تحقیقی خلاء

سابقہ مطالعات کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین کے معاشی حقوق پر مذہبی اور سماجی سطح پر مختلف تحقیقات موجود ہیں، تاہم سامی مذاہب میں خواتین کے معاشی حقوق کا جامع مطالعہ کم دکھائی دیتا ہے۔ بالخصوص ان کے حقوق کاروبار اور ملازمت، حق وراثت، والدین کی وراثت کے حقوق، مہر کا حق، شوہر کے مال سے وراثت کا حق، حضانت کا حق اور معاشی استحصال سے تحفظ کو ایک ہی تحقیقی فریم ورک میں رکھ کر تینوں مذاہب کا تقابلی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ موجودہ تحقیق اسی خلا کو پورا کرنے کے لئے خواتین کے معاشی حقوق کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتی ہے۔

یہودیت اور خواتین:

یہودی مذہب کا شمار الہامی مذاہب میں ہوتا ہے۔ یہودیت صرف چند عقائد و نظریات کا مجموعہ نہیں بلکہ ان عقائد و نظریات کی بنیاد پر ایک باقاعدہ عملی نظام کا تصور موجود ہے۔ یہودی مذہب کے سماجی تصورات میں لین دین، اخلاقیات وسیاسیات کے نظریات شاید ترقی وارتقا کی طرف رہنما ہوں مگر ان کے افکار نے عورت کو زندگی کے اس دھارے میں کوئی حیثیت نہیں دی۔ مرد کے مقابلے میں عورت کو کم تر دکھا کر اسے سماجی زندگی میں ایک بد اعتمادی کے دائرے میں مقید کر دیا ہے۔ یہودیت نے عورت کو ازلی گنہگار ٹھہرایا ہے اور اس کو پیدائشی بدنیت، مکار اور نسل نسلیت کی دشمن قرار دیا۔

تخلیق عورت کے بارے میں یہودیوں کی گمراہ روایات:

تخلیق عورت کے بارے میں یہودیوں کے ہاں یہ روایت ہے کہ عورت یعنی حوا نے آدم کو گمراہ کیا اور اسی جرم کی پاداش میں اس کو مکار اور ازلی گنہگار قرار دیا گیا۔ گویا عورت ذلت اور پست درجے کی طرف دوسرا قدم ہے جس سے اس کی حیثیت مشکوک اور بد اعتمادی کا شکار ہو جاتی ہے۔ عہد نامہ قدیم میں اس روایت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"تب خداوند نے آدم کو پکارا اور اس نے کہا تو کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے باغ میں تیری آواز سنی اور میں ڈرا کیونکہ میں ننگا تھا۔ اور میں نے اپنے آپ کو چھپایا۔ اس نے کہا تجھے کس نے کہا کہ تو ننگا ہے؟ کہا تو نے درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا؟ جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا اور خداوند نے عورت سے کہا کہ تو نے کیا کیا؟ عورت نے کہا کہ سانپ نے مجھ کو بہکایا تو میں نے کھایا۔ اور خداوند نے سانپ سے کہا کہ اس لیے تو نے کیا کہ تو سب چوپیاں اور دشتی جانوروں میں ملعون تھا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور ساری عمر خاک چاٹے گا اور میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گا اور تو اس کی ایڑی پر کاٹے گا۔ پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے درد حمل کو بہت بڑھا دوں گا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کریگا۔"(1)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

یہودیت میں عورت کو کچھ حقوق حاصل تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسی باتیں بھی ہیں جو عورت کا مقام و مرتبہ نہایت گرا دیتی ہیں مثلاً انہیں وراثت سے محروم رکھا جائے گا ہاں اگر بیٹا نہ ہو تو پھر انہیں وراثت ملے گی۔

---

(1) بائبل سوسائٹی، کتاب مقدس، پرانا اور نیا عہد نامہ، لاہور، انارکلی 2006، پیدائش 3: 17-9

چنانچہ لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو لونڈی ہونے کے لیے بیچ ڈالے تو وہ غلاموں کی طرح چلی نہ جائے اگر اس کا آقا جس نے اس سے نسبت کی ہے اس سے خوش نہ ہو تو اس کا فدیہ منظور کرے پر اسے یہ اختیار نہ ہو گا کہ اس کو کسی اجنبی قوم کے تھ ریچے۔(1)

عورت کو موت سے تلخ تر قرار دیتے ہوئے اس کے دل کو پھندا اور جال نیز ہاتھوں کو ہتھکڑیاں کہا۔(2)

اگر عورت کا خاوند لاولد مرا تو اس کی نسل قائم رکھنے کے لیے اس کی شادی دیور سے ہو گی اور پہلا بچہ فوت ہونے والے خاوند کا کہلائے گا۔ اس سارے معاملے میں عورت کی عزت نفس اور خواہش و آرزو کا ہرگز خیال نہیں رکھا جاتا۔(3)

بیوی نے آکر اپنے خاوند کو چھڑانے کی خاطر مارنے والے کی شرمگاہ پکڑلی تو اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور ذرا بھی ترس نہیں کھایا جائے گا۔(4)

یہودیت کے لیے عہد قدیم کو دیکھتے ہیں تو ملتا ہے کہ زیادہ شادیوں کی اجازت ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں سارہ، حاجرہ اور قطورہ (سلام اللہ علیھبن)۔(5)

سیدنا یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔(6)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی بے تعداد بیویوں کا جواز تھا بہر حال جن کا نام ملتا ہے انکی تعداد چار ہے۔(7)

سیدنا داؤد علیہ السلام کی نو بیویوں کا تذکرہ ناموں کے ساتھ ملتا ہے۔(8)

جبکہ ان کے علاوہ بے نام بیویوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔(9)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں تھیں۔(10)

---

(1) ایضاً، واعظ 7: 7-68

(2) ایضاً، واعظ 7: 26

(3) ایضاً، استثناء 5: 25-10

(4) ایضاً، استثناء 25:11

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

(5) ایضاً ، پیدائش 16:4، 18:5، 1:25

(6) ایضاً ، پیدائش 29:30

(7) ایضاً ، استثناء 21:10۔31

(8) منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی، رحمۃ للعالمین، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن، ص:116۔118

(9) بائبل سوسائٹی، کتاب مقدس، لاہور سموئیل 55:13

(10) ایضاً ، سلاطین 11:3

معلوم ہوا کہ یہودیوں کی شریعت میں تعداد ازواج کا جواز تھا اور اب بھی موجود ہے۔

عہد نامہ قدیم میں یوں لکھا ہے: اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا اور وہ بھی اس شرط پر کہ وہ لڑکی اپنے قبیلے میں ہی شادی کرے۔(1)

یعنی کہ اگر بیٹا زندہ ہو تو پھر بیٹی کے لیے کچھ وراثت نہیں یہ تو لڑکے اور لڑکی کا تقابل ہے ان کے نزدیک لڑکوں کے مابین بھی برابری نہیں پہلوٹھا دوسرے لڑکوں کے مقابلے میں وراثت سے دوگنا حقدار ہوتا ہے۔(2)

وراثت میں قانونی بیوی کے بیٹے ہو سکتے ہیں۔ پہلوٹھے بیٹے کو پہلوٹھے کا حق ملتا ہے یعنی وہ اپنے والد کی جائیداد میں دو حصوں کا دیکھ بھال اور پرورش کرے باقی بیٹوں کو ایک حصہ ملتا تھا اگر کسی کے بیٹا نہ ہوتا تو جائیداد بیٹیوں کو ملتی تھی لیکن شرط یہ تھی کہ وہ صرف اپنے قبیلہ میں شادی کریں۔

اگر کسی بیوہ کی اولاد نہ ہو تو اس کے خاوند کا سب سے قریبی رشتہ دار اس سے شادی کرے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے دوسرا قریبی رشتہ دار کرے اگر کوئی بھی اس سے شادی نہیں کرتا تو جائیداد اس کی موت تک اس کے پاس رہتی ہے اور پھر دوسرے وارثوں کو ملتی ہے۔ کوئی بھی جائیداد ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔(3)

عیسائیت اور خواتین:

عیسائیت یہودی مذہب کا تسلسل ہے۔ عورت کے ساتھ عیسائیت کی روش تو اور بھی زیادہ ناپسندیدہ رہی ہے۔ اس مظلوم صنف کو جس قدر پستی میں پھینکا جا سکتا تھا پھینک دیا۔ عورت کے بارے میں عیسائیت کے جذبات کا اندازہ طرطولین کے ان الفاظ سے کیا جا سکتا ہے۔

عورتو! تم نہیں جانتیں کہ تم میں سے ہر ایک حوا ہے، خدا کا قانون ہے جو تمہاری جنس پر تھا وہ اب بھی تم میں موجود ہو تو پھر جرم بھی تم میں موجود ہو گا تم شیطان کا دروازہ ہو۔ تم ہی نے آسانی سے خدا کی تصویر یعنی مرد کو ضائع کیا۔(4)

عیسائیت میں خواتین کا مقام ان کے حقوق کے حوالے سے انجیل مقدس کی روایتوں کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

(1) ایضاً ، گنتی 36:6

(2) ایضاً ، استثنا 15:20۔21

(3) ایف۔ایس ۔ خیر اللہ، قاموس الکتاب، لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، 1993، ص: 985

(4) ایچ پولالو، تالمود، مترجم سٹیفن بشیر، گوجرانوالہ: مکتبہ عناویلیم پاکستان، 2003، ص:179

عورت گنہگار اور بدی کی جڑ ہے:

عیسائیت میں عورت کے متعلق یہ سیاسی نظریہ قائم کیا گیا ہے کہ آدم کے جنت سے نکلوانے کی ذمہ دار عورت ہے اور چونکہ شیطان کے بہکاوے میں عورت آچکی تھی لہٰذا اسی نے آدم کو بھی بہکایا۔ گویا اس طرح عورت کی پہچان یہ کرائی گئی کہ وہ بہکانے والی ہے۔ اس بناء پر عورت کو کلیسا میں گنہگار اور بدی کی جڑ قرار دیا گیا اور اس پر مصیبت کا محرک شیطان کے آنے کا دروازہ اور دوزخ کا راستہ بتایا گیا۔ عورت کو دنیا کی ہر مصیبت، بدی کی جڑ، دنیا پر لعنت، ملامت نازل کرنے والی قرار دیا گیا۔(1)

ڈاکٹر حافظ ثانی اپنی تصنیف "تجلیات سیرت" میں عورت کے متعلق عیسائی اکابر کلیساء کی آراء نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سینٹ انتھونی: عورت شیطان کے ہتھیاروں کی کان ہے۔ سینٹ بوناونیٹر: عورت ایک بچھو ہے جو ڈسنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے وہ شیطان کا نیزہ ہے۔ سینٹ گریگری: عورت سانپ کا زہر الفی ہے اور اژدھے کا کینہ۔(2)

عیسائی اکابرین کے قول سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ عیسائی مذہب میں خواتین کا کیا مقام ہو سکتا ہے۔ اس نظریئے کی اساس پر سماجی زندگی کی تشکیل کیسے ہو سکتی ہے؟ اور عورت معاشرے میں کیونکر عزت اور اعتماد پا سکتی ہے؟ جب کہ اسے بدی کی جڑ اور وحشی درندے سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے۔

عورت کے بارے میں چرچ کا تصور:

کلیساؤں کا ابتدائی اور بنیادی نظریہ یہ تھا کہ عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے۔ مرد کے لیے معصیت کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے۔ تمام انسانی مصائب کا آغاز اسی سے ہوا ہے۔ اس کا عورت ہونا ہی اس کا شرمناک ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس کو اپنے حسن اور جمال پر شرمانا چاہیے۔ کیونکہ وہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اس کو دائما کفارہ ادا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ دنیا اور دنیا والوں پر لعنت اور مصیبت لاتی ہے۔(3) مزید لکھتے ہیں کہ ترتولیاں جو ابتدائی دور کے آئمہ مسیحیت میں سے تھا۔ عورت کے متعلق مسیحی تصور کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتا ہے۔ "وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے، وہ شجر ممنوع کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے

والی ہے۔ اسی طرح کرائی سوسٹم جو مسیحیت کے اولیائے کبار میں شمار ہوتا ہے، عورت کے حق میں کہتا ہے: ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفتاب، ایک خانگی قطرہ، ایک غارت گر دل ربائی، ایک راستہ مصیبت۔(4)

---

(1) کتاب مقدس، لاہور، پیدائش 3:21۔22

(2) القلمونی، ابی ذر، فقر والی اللہ، مکتبہ ابن تیمیہ، س۔ن، ص: 189

(3) ساجد الرحمٰن صدیقی، السلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل، کراچی: ادارہ معارف اسلامی، 1973ء، ص:28

(4) ایضاً

ان روایات سے ثابت ہوا کہ عیسائیت میں عورت کو پیدائشی گنہگار، فساد لانے والی اور مرد کو بہکانے ولی قرار دیا گیا، جس سے عورت پستی کے اندھے گڑھوں میں گر گئ اور زندگی میں اس عظیم نعمت میں ذلیل وخوار ہو کر رہ گئی۔

عیسائیت اصل میں یہودی اصول وضوابط کو ماننے والا مذہب ہے۔ یہودیت میں کی گئی مذکورہ تعلیمات ان کے لیے بھی قابل عمل ہیں مزید اس میں یہ بھی ہیں عورت کا کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔(1)

عہد نامہ جدید میں لکھا ہے:

"پس میں جانتا ہوں کہ مرد ہر جگہ بغیر غصہ اور تکرار کے پاک ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کیا کریں
اسی طرح عورتیں چادر لباس سے شرم اور پرہیز گاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں نہ بال
گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے عورت کے چپ چاپ کمال تابعداری
سے سیکھنا چاہیے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے"(2)

تعدادازواج کے جواز میں عیسائیت میں ایک سے زیادہ شادیوں کی پابندی ہے جبکہ اس حوالے سے ان کی کسی انجیل اور دیگر کتب میں ممانعت کا ایک حکم بھی نہیں بلکہ عیسٰی علیہ السلام نے ان کے لیے تورات کو ہی شریعت مقرر کیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:

یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔(3)

جبکہ یولوس (جو موجودہ مسیحیت کا اصل بانی ہے) کی کلام سے تعداد ازواج کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ عہد نامہ جدید میں لکھا ہے:

یہ بات سچ ہے کہ جو شخص نگہبان کا عہدہ چاہتا ہے۔۔۔ وہ ایک بیوی کا شوہر، متقی، پرہیز گار۔۔۔ ہونا چاہیے۔ خادم ایک ایک بیوی کے شوہر ہوں۔(4)

یعنی گرجے کے نگہبان (پادری، پاسٹر) اور خادم کو ایک ایک بیوی رکھنے کا حکم ہے اور باقی عوام کے لیے ایسا نہیں مقرر کیا گیا۔ لہٰذا واضح ہوا کہ عام آدمی ایک سے زائد شادیاں کر سکتا ہے۔ لیکن اب تو اہل مغرب کے علماء، محققین بھی تعداد ازواج کا نعرہ لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ اب دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں بڑھ گئی ہے اور یہ اضافہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

بنیادی طور پر عیسائی مذہب یہودیت کا ہی تتمہ ہے اور اپنی شریعت کے پابند ہیں۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اصول وضوابط ان کے بھی ہیں۔ لیکن بعد میں کلیساؤں نے اپنے اپنے رسوم رواج اور قوانین وضع کیے جن میں فرق آتا ہے یا شائد اب اس سے ہٹ کر قانون ہو گا۔

---

(1) ایضاً، کرنتھیون 14:35

(2) ایضاً، تیمتھیس، 8:2-12

(3) ایضاً، متی 17:5

(4) ایضاً، تیمتھیس 3:12

تقابلی جائزہ کے لیے بائبل (کتاب مقدس) سے اخذ کردہ روایات کا خلاصہ:

مندرجہ بالا معلومات کی روشنی میں تقابلی جائزہ لینے کے لیے درج ذیل نکات حاصل ہوتے ہیں۔

عہد نامہ قدیم کے مطابق:

1۔ حق وراثت سے محروم رکھا گیا لیکن بیٹا نہ ہونے کی صورت خواتین کو وراثت دی جائے گی۔

2۔ بیٹی کو لونڈی ہونے کے لیے بیچ ڈالے تو وہ غلاموں کی حیثیت سے نہیں جائے گی اگر اس کا آقا اگر اس سے خوش نہ ہو تو وہ فدیہ منظور کرے گا لیکن یہ اختیار نہیں رکھتا کہ اسے کسی اور قیمت میں بیچ ڈالے۔

3۔ عورت کو موت سے سنگین ترین قرار دیا گیا۔

4۔ خاوند کا بغیر باپ بنے مر جانے کی صورت میں عورت اس کے خاندان کی نسل کشی قائم رکھنے کے لیے دیور سے شادی کرے گی اور دیور سے ہونے والا پہلا بچہ فوت ہونے والے خاندان کا کہلائے گا۔ جس سے اس کی عزت نفس کو مجروح کیا گیا اور بغیر رضامندی سے اس آگ میں جھونک دیا گیا۔

5۔ تعداد ازواج میں کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

عہد نامہ جدید کے مطابق:

1۔ عورت کو مذہبی آزادی نہیں دی گئی یعنی کلیسا کے مجمع میں بولنا عورت کے لیے باعث شرم کی بات ہے۔

2۔ علم مکمل آزادی سے حاصل نہیں کر سکتی مگر خاموشی کے ساتھ لیکن آگے کسی کو تعلیم نہیں دے سکتی۔

3۔ عورت بناؤ سنگھار اور زیب و زینت نہیں کر سکتی کیونکہ اس سے مرد بہک سکتا ہے۔ عورت اس روپ سے مرد پر حکم چلا سکتی ہے۔ عورت کو ہر حال میں چُپ چاپ رہنے کا ہی حکم دیا گیا۔

4۔ عورت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوانے کی ذمہ دار ہے۔

5۔ عورت مصیبت کا محرک اور شیطان کے داخلے کا دروازہ ہے۔

6۔ عورت دنیا کی ہر مصیبت و فساد کی جڑ اور لعن طعن قرار دی گئ ہے۔

7۔ عورت مردوں کے لیے معیت کی تحریک کا سرچشمہ اور دوزخ کا دروازہ ہے۔

8۔ عورت کو اپنے حسن و جمال پر شرم آمیز ہی رہنا چاہیے۔

9۔ عورت کو دائمی طور پر کفارہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔

10۔ عورت خدا کے قانون کو توڑنے والی اور مرد (خدا کی تصویر) کو غرق کرنے والی ہے۔

11۔ عورت ایک پیدائشی وسوسہ اور راستہ مصیبت قرار دی گئی لونڈی سے پیدا ہونے والی اولاد وراثت میں حصہ نہیں لے سکتی۔

12۔ عورت کا خوبصورت ہونا شیطان کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

13۔ تعداد ازواج میں کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا بلکہ بغیر نکاح کے بھی عورت کو استعمال کر کے اس کی عزت نفس کو مجروح کیا گیا۔

اسلام میں عورت کا مقام:

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو اسلام میں بنیادی حقوق کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان کا وجود۔ خالق کائنات نے جس طرح طبعی زندگی کے اسباب ہوا، پانی اور خوراک پیدائش سے پہلے عطا کر دیئے تھے اسی طرح ضابطہ حیات سے آدم اور نسلِ آدم کو بذریعہ وحی آگاہ کرنے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا جو آدم سے شروع ہو کر محمد ﷺ پر ختم ہوا۔(1)

اسلام کی آمد عورت کے لیے اعلیٰ مقام و مرتبہ کی پیغام تھی۔ عورت غلامی، ذلت و رسوائی، ظلم و ستم کے بندھنوں سے آزاد ہوئی اور اسلام نے ان تمام سنگین و قبیح رسومات کا خاتمہ کیا جو عورت کے انسانی وقار کے خلاف تھیں اور عورت کو وہ تمام حقوق عطا کئے جس سے وہ انسانی معاشرے میں عزت و احترام کی مستحق قرار پائی جس کے مستحق مرد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے درجے میں عورت کو مرد کے برابر ایک ہی مقام و مرتبہ پر رکھا ہے اور دونوں کو مساوی حقوق عطا کئے ہیں۔ جن کی بدولت اسلامی معاشرہ میں امن کی فضا بلند ہوتی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

"يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا "(2)

(اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے ایک جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں))

اسلام کے عظیم ترین خطبہ، خطبہ حجۃ الوداع میں آقائے دو جہاں محسن انسانیت آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اے لوگو! تمہاری بیویوں کا تمہارے ذمہ حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے۔ بلاشبہ عورتیں تمہارے پاس مقید ہیں کہ وہ اپنی ذات کے لیے کسی چیز پر قادر نہیں، بلاشبہ تم نے انہیں اللہ کی امان کے طور پر حاصل کیا ہے اور ان کو اپنے اوپر اللہ کے کلمات کے ساتھ حلال کیا ہے لہٰذا عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو۔ (3)

---

(1) افضل الرحمٰن، محمد ایوب منیر، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، لاہور: فیروز سنٹر پرائیوٹ لمیٹڈ، 1994ء، ص: 84

(2) النساء: 1

(3) احمد بن حنبل، امام، المسند احمد، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، 1978، جلد: 2، ص: 474، رقم الحدیث: 23489

الغرض اسلام نے عورت کو معاشرے میں ہر وہ مقام اور رتبہ دیا ہے جس سے معاشرے کی اعلیٰ ترین تہذیبیں یہ سارے کام کرنے سے عاجز رہے کسی نے عورت کے بارے میں افراط سے کام لیا کسی نے تفرید سے کام لیا لیکن اسلام نے عورت کو جو معاشی حقوق اور رعاتیں دیں ان کو درج ذیل نکات سے بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ حقوق کاروبار وملازمت:

اسلام عالمگیر ضابطہ حیات و اخلاق اور دین رحمت ہے۔ جدید دور اگرچہ سائنسی و معاشی لحاظ سے ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ دور معاشرتی انحطاط کا دور بھی ثابت ہوا ہے۔ اس وقت معاشرے میں عورت کو جو برائے نام حقوق حاصل ہیں وہ یا تو کاغذوں میں ملتے ہیں یا پھر وہ دراصل عورتوں کے حقوق نہیں عورتوں پر ظلم ہوتے ہیں۔ لیکن عہد اسلام میں خواتین کا کاروبار اور ملازمت کرنا اس بات کا عملی اور منہ بولتا ثبوت ہے کہ خواتین کو معاشی اعتبار سے بھی حق حاصل ہوں جس کی بدولت وہ معاشرے میں پر وقار طریقے سے رزق کما سکے اور اپنی منشا اور رضامندی سے اس کا استعمال کر سکے جس کے لیے خواتین کو حقوق کاروبار وملازمت درکار ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: "فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ "(1)

(پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی (اور فرمایا) یقیناً میں تم میں سے کسی محنت والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا۔ خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے میں سے (ہی) ہو"۔)

2۔ عہد نبوی ﷺ میں کاروبار کرنے والی خواتین:

نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں خواتین کاروباری سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں۔ اور اس غرض سے گھر سے باہر بھی جایا کرتیں تھیں مختلف واقعات یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ خواتین کو مختلف کاموں کے لیے اور اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے گھروں سے محدود ذرائع کے توسط سے باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان کرتی ہیں کہ: "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باہر دیکھ کر تنقید کی وہ گھر واپس چلی جائیں اور انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس کے فوراً بعد آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہو گئی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"الہ قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن "(2)

(بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔)

---

(1) آل عمران:195

(2) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، امام، الجامع الکثیر، بیروت: دار الغرب الاسلامی، کتاب البیوع، باب: ماءافی التکبیر باالتجارۃ، رقم 1996ء، الحدیث:1212

عہد نبوی ﷺ میں خواتین کی کاروباری سرگرمیوں کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد کا نام آتا ہے یہ وہ خاتون ہیں جو نبی ﷺ کی ازدواج مطہرات میں سے سب سے پہلے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں اور عورتوں میں سے نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی دلی طور پر تشفی بھی فرمائی۔ خدیجہ الکبریٰ ایک مالدار خاتون تھی جنہوں نے آپ ﷺ سے شادی سے پہلے آپ ﷺ کے ذریعہ تجارت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ اپنا غلام میسرہ بھی بھیجا۔ جن کی تجارت شام و یمن کے بین الاقوامی مراکز کے علاوہ عرب کے مختلف بازاروں سے ہوا کرتی تھی۔

اس سلسلے میں الطبقات الکبریٰ میں رقم ہے کہ:

"خدیجۃ الکبری ایک معزز شریف، بڑی دولت مند اور تاجرہ خاتون تھیں۔ آپ ملک شام مال تجارت بھیجا کرتی تھیں۔ عوام قریش کے اونٹوں پر جس قدر مال ہوتا تھا اسی قدر ان کے تنہا اونٹوں پر ہوتا تھا۔ آپ مردوں سے تجارت کرایا کرتی تھیں۔ سرمایہ آپ کا ہوتا تھا اور نفع میں آپ اور آپ کا شریک مرد دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ پچیس سال کے ہوئے جبکہ آپ ﷺ کو مکہ والے امین ہی لقب سے پکارا کرتے تھے تو حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ میرے غلام میسرہ کے ساتھ میرا تجارتی مال ملک شام لے جا کر فروخت کریں، میں جو کچھ آج تک اپنے شرکاء کو دیتی آئی ہوں اس سے دُگنا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

گی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی درخواست قبول کرلی اور آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا مال تجارت لے کر بصریٰ کی منڈی پہنچ گئے اور وہاں تمام سامان فروخت کر دیا اور وہاں سے دوسرا سامان خرید کر واپس لوٹے، اس دفعہ حضرت خدیجہ کو دُگنا فائدہ ہوا اور آپ ﷺ نے رحمت عالم کی خدمت میں مقررہ مال سے دُگنا پیش کیا۔"(1)

حضرت خدیجہ بنت خویلد کے علاوہ بہت سی دوسری خواتین بھی کسب معاش کے سلسلے میں تگ ودو کرتیں رہیں۔ مثلاً عمرہ بنت طبیخ کے حوالے سے الطبقات الکبریٰ میں روایت ہے کہ

"انطلقت مع جاریۃ الی السوق فاشترینا جریثۃ فی زبیل قد خرج راسھا وذنبھا من الزبیل فمر علی فقال بکم ھذہ ان ھذا الکثیر طیب یشبع منہ العیال۔"(2)

(میں اپنی لونڈی کو لے کر بازار گئی اور ہم نے ٹوکری میں ایک مچھلی خریدی جس کا منہ دُم دونوں ٹوکری سے نکلے ہوئے تھے، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس سے گزرے اور پوچھا: یہ کتنے کی خریدی؟ یہ بہت بڑی ہے اور عمدہ ہے اسے بچے پیٹ بھر کر کھائیں گے۔)

---

(1) محمد بن سعد، الطبقات الکبیر، قاہرہ، مکتبۃ الخانجی، س-ن، ج:10، ص:17

(2) ایضاً، ج:10، ص:451

درج بالا روایت کی رو سے یہ معلوم ہوتا کہ بعض دفعہ خواتین گھریلو اشیاء کی خرید و فروخت بھی خود کر لیا کرتیں تھیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خاتون کی خریداری کی تعریف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بعض حالات میں خواتین کا گھر سے باہر جانے میں کوئی قباحت نہیں۔

3۔ چمڑے کی خرید و فروخت:

چمڑے کی خرید و فروخت کا کاروبار حضرت ہالہ بنت خویلد کیا کرتیں تھیں۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ کی بہن تھیں اس سلسلے میں البدایۃ والنھایۃ میں ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

"مکی عہد میں حضرت ہالہ چمڑے کی کھال کی تجارت کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے شادی کے سلسلے میں ان سے اپنے ایک ساتھی اور ہم عمر حضرت عبد اللہ بن حارث ہاشمی کے ساتھ بازار یا ان کے مقام تجارت پر ملاقات کی تھی۔"(1)

4۔ عطر فروشی:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

اسی طرح عہد نبوی ﷺ میں خواتین عطر فروشی کا کاروبار بھی کیا کرتیں تھیں۔اس سلسلے میں سیدہ ملیکہ ام سائب، حضرت حوالا بنت تویت، اسما بنت مخربہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

سیدہ ملیکہ ام سائب، سائب بن اقرع کی والدہ تھیں اور عطر فروشی کا کاروبار کرتی تھیں۔ابن اثیر لکھتے ہیں کہ سائب کہتے تھے:

"ان امہ ملیکہ دخلت تبیع العطر من النبی ﷺ، و قال لھا: یاملیکہ، الک حاجۃ قالت: نعم،

قال: فکلمینی فیھا اقضھا لک فقالت: لا، واللہ الا ان تدعولابنی وھو معھا، وھو غلام فاتاہ فمسح براسہ۔"(2)

(میری والدہ حضور ﷺ کی خدمت میں عطر بیچنے کے لیے حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے پوچھا: ملیکہ تجھے مجھ سے کوئی کام ہے؟اس نے کہا: جی ہاں، فرمایا: کہو، تاکہ میں اسے پورا کر دوں۔عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کے لیے دعا فرمایئے۔آپ ﷺ نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔)

اسی طرح حضرت حولا بنت تویت "العطاریہ" کے نام سے ہی مشہور ہو گئی تھیں۔

---

(1) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء، البدایۃ والنھایۃ، لاہور: المکتبہ القدوسیہ، 1984ء، ج:2، ص:267

(2) ابن اثیر، علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، س-ن، ج:7، ص:620

جب آپ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا:

"انی لاجد ریح الحولا فھل اتتکم وھل ابتعتم منھا شیاء"

(مجھے حولہ کی خوشبو آرہی ہے کیا وہ تمہارے پاس آئی ہے؟ کیا تم نے اس سے کچھ خریدا ہے؟)

حضرت عائشہ نے فرمایا نہیں: لیکن وہ اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے حولہ تمہیں کیا ہوا؟اس نے جو کچھ حضرت عائشہ سے ذکر کیا تھا آپ ﷺ سے ذکر کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے عورت! جاؤ اور خاوند کی بات غور سے سنو اور اطاعت کرو۔ (1)

اسماء بنت مخربہ سردار مکہ ابوجہل مخزومی کی ماں بھی عطر بیچا کرتی تھیں۔

ربیعہ بنت معوذ کا بیان ابن اثیر لکھتے ہیں کہ:

"کچھ انصاری عورتوں کے ساتھ ابوجہل کی ماں اسماء بنت مخربہ حضرت عمر بن خطاب کے پاس گئی۔اس کا بیٹا عبداللہ بن ابی ربیعہ یمن سے ان کے پاس عطر بھیجا کرتا تھا۔اور وہ اسے اس طرح بیچتی تھی کہ جب حاکم وقت کی طرف سے عطیات وصول ہوں گے، تو یہ اس وقت خریداروں سے قیمت وصول کرے گی۔ہم اس سے عطر خرید لیا کرتے تھے۔جب اس نے میری شیشی میں عطر ڈالا اور اس کا بھی اسی طرح

وزن کیا، جس طرح میری سہیلیوں کے لیے وزن کیا تھا اور پھر کہا کہ میرا تمہارے ذمہ جو حق ہے اسے لکھ لو، میں نے کہا: ہاں لکھ لو کہ ربیعہ بنت معوذ کے ذمہ بھی اس کا قرض ہے۔ یہ سن کر اسماء نے کہا کہ تو پیچھے ہٹ جا، تو اپنے سردار کے قاتل کی بیٹی ہے۔(غزوہ بدر میں ابو جہل کے قتل میں ابو الربیع بھی شریک تھے) میں نے کہا: نہیں میں تو اپنے غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں، اس نے کہا، اللہ کی قسم! میں تجھے کوئی چیز فروخت نہیں کروں گی کیونکہ یہ نہ کستوری ہے اور نہ خوشبو۔ اللہ کی قسم! اے میرے بیٹے! میں نے اس کے عطر سے زیادہ خوشبو دار کوئی عطر نہیں سونگھا لیکن میں اس سے ناراض ہو گئی تھی۔"(2)

اس روایت کی رو سے حضرت ربیعہ بنت معوذ کا اسماء بنت مخربہ کے عطر کی تعریف کرنا خواتین کا تجارتی سامان کی خصوصیات سے واقف ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔

---

(1) ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دار صادر، 1328ھ، ج:4، ص:278

(2) ابن اثیر، علی بن محمد، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج:7، ص:108

5۔ متفرق کاروباری سرگرمیاں:

اسلام کے ابتدائی ادوار میں تجارت کا پیشہ خواتین کے لیے بہت دلچسپی کا باعث تھا۔ اس سلسلے میں حضرت قیلہ انماریہ بیان کرتی ہیں کہ:

"رایت رسول ﷺ عند المروۃ بحل من عمرۃ لہ، فجلست الیہ فقلت: یا رسول اللہ ﷺ انی امراۃ شتری وابیع، فربما اردت ان ابیع السلعۃ فاستام بھا اکثر مما ارید ان ابیعھا، ثم انقص حتی ابیعھا بالذی ارید۔ واذا اردت ان اشتری السلعۃ اعطیت بھا اقل مما ارید ان اخ بھا بہ، حتی اخذھا بالذی ارید، فقال النبی ﷺ، لا تفعل قیلہ، اذا اردت ان تشتری السلعۃ فاستامی بھا الا الذی تریدین ان تاخذی بہ، اعطیت او منعت۔"(1)

(میں نے رسول اکرم ﷺ کو مروہ کے پاس دیکھا کہ آپ ﷺ احرام اتار رہے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک خرید و فروخت کرنے والی تاجر عورت ہوں اور خرید و فروخت میں بھاؤ تاؤ اور مول تول کرتی ہوں جس قیمت پر مجھے بیچنے کا ارادہ ہوتا ہے اس سے بڑھا کر دام بتاتی ہوں اور بھاؤ کے بعد اپنے مطلوب نرخ پر بیچ دیتی ہوں اسی طرح جب سامان خریدتی ہوں تو جس قیمت پر خریدنے کا ارادہ ہوتا ہے اس سے کم دام لگاتی ہوں اور جب وہ مشتری قیمت مطلوبہ لگاتا ہے تو خرید لیتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیلہ ایسا نہ کیا کرو۔ اگر تم کچھ خریدنا چاہتی ہو اگرچہ یہ تمہیں ملے یا نہ ملے اور اگر تم کچھ بیچنا چاہتی ہو تو وہی قیمت بیان کرو

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

جس قیمت پر تم بیچنا چاہتی ہو۔)

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین تجارتی سرگرمیوں میں اور اسلامی احکامات میں بھرپور دلچسپی لیتی تھیں اور ان کے متعلق کاروباری معاملات میں آپ ﷺ سے راہنمائی بھی لیتی تھیں۔ دور حاضر کے مشہور سیرت نگار ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں کہ:

"تجارت و اقتصاد میں خواتین تاجرات کا واسطہ بازار سے پڑتا تھا جہاں مرد و زن دونوں کی سرگرمیاں جاری رہتی تھیں۔ خواتین اسلام پر اگرچہ کمانے کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی تاہم ان کو اس کا حق دیا گیا ہے اور اس کا بھرپور استعمال عہد نبوی ﷺ کی خواتین نے محدود پیمانہ پر ہی سہی کیا تھا۔" (2)

---

(1) ابن ماجہ، محمد بن یزید، امام، سنن ابن ماجہ، کراچی: مطبوعہ نور محمد، س-ن، کتاب التجارات، باب: سوم، رقم الحدیث: 2204

(2) یسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر نبی اکرم ﷺ اور خواتین، لاہور: میٹرو پرنٹرز، 2011، ص: 11

ابن حجر عسقلانی نے حضرت خدیجہ کی تجارتی سرگرمیوں کے حوالے سے جو روایت بیان کی ہے وہ ثابت کرتی ہے کہ خواتین اپنے نادار شوہروں کی مدد کرنے کے لیے بھی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں۔ بحوالہ نفیسہ بنت امیہ بیان کیا ہے کہ:

حضرت خدیجہ شریف زادی، تندرست و توانا اور مالدار خاتون تھیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیوہ ہو گئیں تو قریش کا ہر شریف زادہ آپ ﷺ سے شادی کرنے کا متمنی تھا لیکن جب آپ ﷺ نے ان کی تجارت کا سفر کیا اور وافر مقدار میں نفع لے کر لوٹے تو وہ آپ ﷺ میں رغبت کرنے لگیں اور مجھے ایلچی خاتون کے طور پر آپ ﷺ کی طرف بھیجا۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ ﷺ کس وجہ سے شادی نہیں کر رہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فی الحال میں نادار ہوں" میں نے کہا: اگر اس کا بندوبست کر دیا جائے اور آپ ﷺ کو کوئی صاحب مال اور حسن و جمال والی خاتون مل جائے تو کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کون ہے؟" میں نے کہا: "خدیجہ، تو آپ ﷺ نے حامی بھر لی۔" (1) گویا خواتین اپنا مال نادار شوہروں پر خرچ بھی کرتی تھیں یعنی اگر مرد بعض حالات میں اپنی معاشی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکے تو خواتین حالات و ضروریات کے مطابق اپنا مال خرچ کرتی تھی اور مختلف ذرائع آمدن اپنانے کے بعد رزق حلال کمایا کرتی تھیں۔

6۔ صحابیات کا تجارت کرنے کا انداز:

عہد رسالت اور عہد خلفائے راشدین کی مختلف روایات یہ ثابت کرتی ہیں کہ خواتین کسب معاش کے لیے انہوں نے تجارت میں حصہ لیا اور کن طریقوں اور ذریعوں سے تجارتی کاروبار کیا۔ جو کہ ذیلی عنوانات کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔

7۔ گھر میں خرید و فروخت:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

اس تجارتی طریقہ کار کے ضمن میں ام معبد خزاعیہ کے حوالے سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ تھے۔ ان کو راستہ دکھانے والے عبد اللہ بن اریقط تھے وہ ام معبد خزاعیہ کے خیمے کے پاس سے گزرے۔ وہ بڑے ڈیل ڈول والی تھیں وہ کعبہ کے صحن میں کھانا کھلاتی اور پانی پلاتی تھیں۔ انہوں نے ان سے گوشت اور کھجور خریدنا چاہی، لیکن ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ لوگ بھوکے تھے۔ خیمہ کے کونے میں بکری تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام معبد: کیا اس کا دودھ دوھ لوں؟ انہوں نے کہا: ہاں جی! اگر اس میں آپ کو دودھ ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، بسم اللہ پڑھی اور ان کی بکری کے لیے دعا فرمائی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اور وہ جگالی کرنے لگی۔ آپ ﷺ نے برتن منگوایا جس میں دودھ دھویا یہاں تک کہ اس کے اوپر جھاگ چڑھ آیا۔

(1) ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج:4، ص:282

پھر ام معبد کو پلایا تو وہ سیر ہو گئیں پھر اپنے صحابہ کو پلایا وہ بھی سیر ہو گئے، آخر میں خود پیا۔ پھر اسی برتن میں دوبارہ دودھ دھویا اور وہ دودھ ان کے پاس چھوڑ دیا اور وہ بکری ان سے خرید لی اور یہ لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے۔"(1)

آپ ﷺ کا ام معبد خزاعیہ سے بکری خریدنا اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کے لیے اس طریقہ کار سے خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی ایک جگہ مقرر کر لی جاتی تھی خواہ وہ ان کا خیمہ ہی کیوں نہ ہو۔

8۔ شراکت داری:

ایک تجارتی طریقہ کار یہ ہے جو کہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تجارتی طریقہ تھا یعنی اپنے غلاموں یا منتخب لوگوں کے ذریعہ تجارت کرتیں تھیں۔ "اسد الغابہ" میں اس حوالے سے مذکور ہے کہ:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

"كانت خديجه امراة تاجرة ذات شرف ومال، تستاجر الرجال في مالها۔"(2)

(خدیجہ ایک تجارت پیشہ اور معزز خاتون تھیں وہ اپنے مال تجارت کی خرید و فروخت کے لیے مردوں کو اجرت پر رکھ لیتی تھی۔)

نبی کریم ﷺ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال تجارت لے کر بصریٰ کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں خدیجہ کا غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

"سافر معه ميسرة غلام مها في تجارة۔"(3)

(حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے غلام میسرہ نے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ کے مال تجارت کے ساتھ سفر کیا۔)

اس طریقہ کار کا ایک فائدہ یہ تھا کہ اگر حالات کے مد نظر خواتین اپنا مال تجارت بذات خود مختلف علاقوں یا بازاروں میں نہ لے جا سکتیں تو منتخب لوگوں کو اپنا مال لے کر روانہ کرتیں اور گھر بیٹھے ہی نفع حاصل کر لیتی تھیں۔

بسرہ بنت غزوان کے حوالے سے روایت کہ:

"بسره بنت غزوان التي كان هريرة اجيرها في العهد النبوی ﷺ ثم تزوجها۔"(4)

(نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ابوہریرہ نے بسرہ بنت غزوان کی مزدوری کی پھر اس کے بعد ان سے نکاح کر لیا۔)

---

(1) ایضاً ۔ ص:195

(2) ابن اثیر، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ج:7، ص:81

(3) ابن حجر، احمد بن عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج:4، ص:281

(4) ایضاً ، ص:282

9۔ وراثت کا حق:

اسلام نے عورت کو وراثت کا حق بھی عطا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا"(1)

(ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکوں کا حصہ ہے اور ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکیوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصے خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

گویا اصولی طور پر مرد و خواتین وراثت میں اپنا مقررہ حصہ لینے کے حقدار ہیں جس سے کوئی بھی شخص ان کے اس حق وراثت سے محروم نہیں کر سکتا ہے۔

10۔ والدین کے مال سے وراثت کا حق:

اللہ تعالیٰ نے اولاد کے حق وراثت کا تعین کرتے ہوئے عورتوں کا حق وراثت بھی وضاحت سے پیش کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"یُوصِیکُمُ اللہُ فِی اَولَادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَینِ فَاِن کُنَّ نِسَاءً فَوقَ اثنَتَینِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ
وَاِن کَانَت وَاحِدَۃً فَلَھَا النِّصفُ وَلِاَبَوَیہِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنھُمَا السُّدُسُ"(2)

(حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں ایک مرد (لڑکے) کا (حصہ) برابر ہے دو عورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لیے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہو ایک ہی لڑکی تو اس کے لیے نصف ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اس سے جو میت نے چھوڑا بشرطیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر نہ ہو اس کی اولاد تو اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے (باقی سب باپ کا) اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔)

اس آیت مبارکہ میں یہ بات واضح ہے کہ میراث کی تقسیم کی اکائی لڑکی کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی باقی سب کے حصے لڑکی کے حصے کے حساب سے گنے جائیں گے۔ جو کہ بحیثیت بیٹی کے والدین کی میراث میں وراثت کے حق کا ثبوت ہے۔

(1) النساء:07

(2) النساء:11

حضور نبی اکرم ﷺ کے عمل مبارک سے ان معنوں کی تائید ہوتی ہے ایک صحابی سعد بن ربیع غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔ انہوں نے اولاد میں صرف دو لڑکیاں چھوڑ دیں۔ سعد کے بھائی نے سارے ترکے پر قبضہ کر لیا اور لڑکیوں کو کچھ نہ دیا۔ اس پر سعد کی بیوہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ سعد کی دو لڑکیاں موجود ہیں لیکن ان کے چچا نے انہیں ان کے باپ کے ترکے میں سے ایک جبہ بھی نہیں دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے سعد کے بھائی کو بلوایا اور اسے حکم دیا کہ مرحوم کی دونوں بیٹیوں کو اس کے ترکے میں سے دو تہائی اور بیوہ کو آٹھواں حصہ دے دو اور بقیہ خود رکھ لو۔(1)

11۔ شوہر کے مال سے وراثت کا حق:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

اللہ تعالیٰ نے شوہر یا بیوی میں سے کسی کے بھی انتقال کی صورت میں اس کے مال وراثت میں سے دوسرے فریق کا حصہ وضاحت سے بیان کیا ہے۔ شوہر کی وفات کی صورت میں عورت کا حق، ارشاد الٰہی ہے:

"وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ" (2)

(اور تمہارے ترکے میں سے تمہاری بیویوں کا ایک چوتھائی حصہ ہے اگر تمہارے کوئی اولاد نہیں۔ اگر تمہاری اولاد بھی ہو تو تمہارے ترکے میں سے ان کا حصہ آٹھواں ہے۔ یہ (تقسیم) تمہاری وصیت کی تعمیل اور تمہارے قرض کی ادائیگی) کے بعد ہو گی۔)

12۔ مہر کا حق:

اسلام نے عورت کو ملکیت کا حق عطا کیا۔ عورت کے ملکیت میں جہیز اور مہر کا حق بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو نہ صرف عورت کی ضروریات کا کفیل بنایا بلکہ انہیں تلقین کی کہ اگر وہ مہر کی شکل میں ڈھیروں مال بھی دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں۔ کیونکہ وہ عورت کی ملکیت میں شمار ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا" (3)

(اور اگر تم ارادہ کر لو کہ بدلو ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ اور دے چکے ہو تم ڈھیروں مال تو نہ لو اس مال سے کوئی چیز کیا تم لینا چاہیے ہو اپنا مال (زمانہ جاہلیت کی طرح) بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے۔)

---

(1) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن الترمذی، بیروت، لبنان: دارالغرب الاسلامی، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی المیراث البنات، 1998ء، ج:4، ص:414، رقم:2092

(2) النساء:12

(3) النساء:20

13۔ حضانت کا حق:

بچے کی تربیت اور اس کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے اس کی نگرانی حضانت کہلاتی ہے نبی اکرم ﷺ نے بچے کی حضانت کا حق اس کی ماں کو عطا کیا۔ ماں کے بعد اس بچے کی حضانت کا حق اس کی ماں کی ماں کو اور پھر باپ پھر باپ کی ماں کو حاصل ہے، یعنی بچے کی حضانت کی سب سے زیادہ حقدار اس کی ماں ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"عن عبد اللہ بن عمرو ان امراۃ قالت یا رسول اللہ ان ابنی ھذا کان بطنی لہ دعاء وثدی لہ سقاء وحجری لہ حواء

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

وان اباطلقنی واراد ان ینتزعہ منی، فقال رسول اللہ ﷺ: انت احق بہ مالم تنکحی۔"(1)

(عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک عورت نے آقا دو جہاں ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بچہ ہے میرا پیٹ اس کا برتن تھا۔ میرے پستان اس کے مشکیزے اور میری گود اس کی آرام گاہ، اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی زیادہ مستحق تو ہے جب تک تو نکاح نہ کرے۔)

خواتین کے حقوق کے بارے میں عصر حاضر کے محقق ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں کہ: مرد و عورت کا حصہ وراثت بیان کرتے ہوئے عورت کے حصے کو اکائی قرار دیا گیا کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصوں کے برابر ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ ایک عورت کا حصہ مرد کے نصف حصہ کے برابر ہے بلکہ میراث کے نظام میں عورت کے حصہ کو اساس اور بنیاد بنایا گیا اور پھر تمام حصوں کے تعین کے لیے اسے اکائی بنایا گیا۔ میراث کی تقسیم کا سارا نظام عورت ہی کے گرد گھومتا ہے۔ جو در حقیقت عورت کی تکریم و وقار اعلان کا مظہر ہے۔(2)

جہاں اسلام خواتین کو یہ تمام حقوق فراہم کرتا ہے وہاں انکی کچھ حدود بھی متعین فرماتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

خواتین کی ملازمت کی شرعی حدود:

اسلامی تعلیمات میں گھریلو زندگی میں کسب معاش اور روزگار کی ذمہ داری صرف مردوں پر ہے لیکن اگر عورتوں کو کسب معاش کے سلسلے میں گھر سے باہر نکلنا پڑے تو اسلام اس کو مطلقاً منع نہیں کرتا بلکہ ان شرعی حدود و قیود کی پاسداری کرتے ہوئے انہیں اجازت دیتا ہے۔ جس سے خواتین کے معاشی حقوق کی پاسداری ہوتی ہے۔ درج بالا عنوان کو درج ذیل ذیلی عنوانات کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے۔

1۔خاوند یا باپ کی رضامندی:

خواتین کے لیے کسب معاش میں شرکت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سرپرست (خاوند یا باپ) کی اجازت حاصل کرے اگر وہ بیٹی ہے تو باپ سے اجازت لے اور اگر بیوی ہے تو اپنے شوہر سے اجازت حاصل کرلے کیونکہ مردوں کو عورتوں پر نگران مقرر کیا گیا ہے۔

---

(1) ابو دوٗد، سلیمان بن اشعث، بیروت، لبنان: مئوسستہ الرسالہ، کتاب الطلاق، باب من احق بالولد، جلد:2، 1408ھ، ص:283، رقم 2276

(2) القادری، طاہرہ، پروفیسر، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز، 2004ء، ص:99

فرمان الٰہی ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ"(1)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

(مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لیے))

فرمان الٰہی ہے:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَة"(2)

(اور ان کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔)

یعنی خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے نگران (خاوند یا باپ) کی رضامندی حاصل کر لے۔

2۔ حلال ذریعہ معاش:

جن ذرائع معاش کی حرمت قرآن و حدیث سے ثابت ہوں اور ان کے ذریعہ کمانا جائز نہیں چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ شریعت ایسے ذرائع معاش کو اپنانے کی اجازت نہیں دیتی۔ لہٰذا جو ذرائع معاش شریعت نے جائز قرار دیے ہیں ان کو اختیار کیا جائے۔

"الفقہ الاسلامی" میں مذکور ہے کہ:

"فان اکتسبت من مھنۃ شریعۃ لا تعرفھا للفتنۃ کخیاطۃ و تعلیم و تطبیب۔"(3)

(اگر عورت کوئی ایسا شریف پیشہ اختیار کرے جس میں کوئی فتنہ نہ ہو جیسے سلائی، تعلیم اور پیشہ طبابت (تو جائز ہے))

3۔ بے پردگی سے اجتناب:

قرآن الحکیم نے واضح طور پر پردے کے احکامات صادر فرمائے ہیں جن کو نبھانا شرعی فرائض کی طرح ضروری ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ "(4)

(اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں سے اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمان خواتین سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں۔)

---

(1) النساء:34

(2) البقرۃ:228

(3) وہبہ زحیلی، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی، وادلتہ، دمشق: دار لفکر، 1989، کتاب النفقات، ج:10، ص:139

(4) الاحزاب:59

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

یعنی خواتین کے لیے لازم ہے کہ جب وہ معاشی سرگرمیوں کے لیے گھروں سے باہر نکلیں تو شرعی پردے کے ساتھ نکلا کریں اور بے پردگی سے مکمل اجتناب کریں۔ حالات و واقعات کے پیش نظر معاشی جدوجہد میں حصہ لینا پڑے تو وہ ان حدود و قیود کی مکمل طور پر پاسداری کریں۔

4۔ مردوں سے اختلاط سے پرہیز:

شریعت نے بعض حالات کے تحت خواتین کو کسب معاش کے لیے اجازت دی ہے لیکن یہ پابندی بھی عائد کی ہے کہ وہ ایسی جگہوں پر کام نہ کریں جہاں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو کیونکہ اختلاط مردوزن معاشرے کے لیے بگاڑ کا باعث ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"الالا یبتن رجل عند امراۃ ثیب الا ان یکون ناکحا اوذار محرم۔"(1)

(کوئی مرد کسی شوہر دیدہ عورت کے پاس رات ہر گز نہ گزارے سوائے اس کے کہ وہ اس کے نکاح میں ہو یا وہ اس کا رشتہ دار ہو۔)

5۔ جسمانی نمائش سے اجتناب:

خواتین کو چاہئے کے جب وہ کسب معاش کے لیے گھر سے نکلیں تو بناؤ سنگھار سے اجتناب کریں اور نہ ہی ایسی ہیت اختیار کریں جس سے فتنے کا اندیشہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ حکم دیا کہ وہ باہر نکلتے وقت جاہلیت کے زمانے کی خواتین کی طرح زیب و زینت کر کے نہ نکلیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

"وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡأُولَىٰ"(2)

(اور تم (عورتو) جاہلیت اولیٰ کی طرح بن سنور کر نہ نکلو۔)

اس طرح حدیث مبارکہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا!

"مثل الرافلۃ فی الزینتہ فی غیر اھلھا کمثل ظلمتہ یوم القیامۃ لا نور لھا"(3)

(دوسروں کے لیے زیب و زینت اختیار کرنے والی عورت قیامت کے دن تاریکی میں ہوگی، اس کے سامنے کوئی روشنی نہیں ہوگی۔)

---

(1) مسلم بن حجاج، امام، المسند الصحیح المتحصر بنقل العدل عن العدل الی رسول ﷺ، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1991ء، کتاب الاسلام، باب: تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا، رقم الحدیث: 2171

(2) الاحزاب: 32

(3) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر، کتاب الرضاع، باب: ماجاء فی کراہیۃ خروج النساء فی الزینۃ، رقم الحدیث: 1967

گویا کے قرآن و حدیث نے یہ بات صراحت سے بیان کی ہے کہ اگر خواتین کو کسی نہ کسی میدان میں ملازمت کرنی ہے تو پر وقار طریقے سے عملی میدان میں شرکت کریں۔ علامہ ابنِ نجیم لکھتے ہیں کہ:

"وحیث ابحنا لھا الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینۃ وتغیر الھیئۃ الی مایکون داعیۃ لنظر الرجال واستعمال لہ" (1)

(عورت کے لیے باہر نکلنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ زیب وزینت میں نہ ہو بلکہ ہیت ایسی تبدیل ہو کہ مردوں کے لیے باعث کشش اور میلان کا سبب نہ ہو۔)

6۔ خواتین کی بنیادی ذمہ داری کو ترجیح:

اس لیے کہ خواتین کو گھریلو ذمہ داری سونپی گئی ہیں اور ان سے متعلق خواتین پر فرائض ہیں مثلاً خاوند کے گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی پرورش و تربیت اور دیگر گھریلو فرائض وغیرہ۔ یہی وہ بنیادی ذمہ داریاں ہیں جو شریعت اسلام نے اس پر عائد کی ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دوجہاں نبیِ رحمت للعالمین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"والمراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا ومسئولۃ عن رعیتھا" (2)

(عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی راعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا)

اس سے واضح ہوا کہ خواتین کے لیے سب سے ضروری یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے خاندان سے متعلق فرائض کو احسن طریقے سے سر انجام دیں پھر اس کے بعد وہ دوسرے فرائض اور ذمہ داریاں نبھا سکتی ہیں۔

لہٰذا اسلام نے معاشی جدوجہد سے منع نہیں کیا بلکہ اس کو شریعت کے طے شدہ دائرہ کار کے مطابق اجازت دی گئی ہے تاکہ وہ اپنے لیے اور اپنی ضروریات زندگی کو نبھانے کے لیے ضرورت پڑنے پر اپنے ولی یا سرپرست کے ساتھ عملی میدان میں آگے آسکے۔

---

(1) ابن نجیم، زین الدین، علامہ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کراچی: ایچ-ایم-سعید کمپنی، س-ن، باب النفقہ، ج: 11، ص: 316

(2) بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع البخاری، بیروت: دار ابن کثیر، کتاب الجمعۃ، باب: الجمعۃ فی القری والمدن، 2002ء، رقم الحدیث: 893

مقالے کے متن کی روشنی میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں خواتین کے معاشی حقوق تفصیلی اور نکاتی تقابلی جائزہ درج ذیل ہے:
یہودیت میں عورت کو ازلی گنہگار، مکار اور انسان کو گمراہ کرنے والی قرار دیا گیا ہے۔ عیسائیت میں بھی عورت کو بچھو، سانپ کا زہر، بدی کی جڑ، اور شیطان کے آنے کا دروازہ کہا گیا ہے۔ اس کے برعکس، اسلام میں مرد اور عورت دونوں کی تخلیقی بنیاد ایک ہی جان کو قرار دیا گیا ہے اور عورت کو گناہ کی جڑ کے بجائے محترم اور مساوی انسانی وجود تسلیم کیا گیا ہے۔

یہودیت میں عام حالات میں عورت کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا؛ وراثت صرف اس صورت میں ملتی تھی جب کوئی بیٹا نہ ہو اور بیٹی اپنے قبیلے سے باہر شادی نہ کرے۔ عیسائیت نے بھی عہد نامہ قدیم (تورات) کے ان اصولوں کو برقرار رکھا۔ اس کے برعکس، اسلام نے عورت (بطور بیٹی، بیوی، ماں) کا وراثت میں مستقل اور قانونی حصہ فرض کیا ہے اور میراث کی تقسیم کے نظام میں عورت کے حصے کو اکائی / بنیاد بنایا ہے۔

یہودیت میں بیٹی کو لونڈی بنا کر بیچنے تک کا ذکر ملتا ہے اور عورت کی اپنی ذات یا مال پر خود مختاری نہیں تھی۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف اپنی ملکیت اور مال پر مستقل اختیار دیا ہے بلکہ مہر (Mahr)، جہیز، اور وراثت کی صورت میں ملنے والے مال کی مکمل مالکانہ خود مختاری عطا کی ہے۔

عیسائیت میں عہد نامہ جدید کے مطابق عورت کے لیے کلیسا میں بولنا شرم کی بات قرار دی گئی اور اسے خاموشی سے سیکھنے کی ہدایت کی گئی، آگے تعلیم دینے یا حکم چلانے کی ممانعت کی گئی۔ اس کے مقابلے میں، اسلام عورت کو شرعی پردے اور حدود کے اندر رہتے ہوئے کسبِ معاش، تجارت، اور ملازمت کی مکمل اجازت دیتا ہے۔ عہدِ نبوی میں حضرت خدیجہؓ (بین الاقوامی تجارت)، حضرت ہالہؓ (چمڑے کا کاروبار)، اور دیگر صحابیات (عطر فروشی و دیگر کاروبار) کی مثالیں اس کا واضح ثبوت ہیں۔

یہودیت میں لاولد شوہر کی وفات پر عورت کو اس کی عزتِ نفس اور مرضی کے بغیر دیور سے شادی پر مجبور کیا جاتا تھا۔ عیسائیت میں عورت کو بناؤ سنگھار اور زیب و زینت سے روک کر مکمل تابع داری کا حکم دیا گیا۔ اسلام نے نکاح کے لیے عورت کی رضامندی کو لازمی قرار دیا، مہر کا معاشی حق دیا، طلاق کی صورت میں خلع کا اختیار اور بچوں کی پرورش (حضانت) کا پہلا حق ماں کو عطا کیا۔

خلاصہ بحث:

اسلام میں خواتین کے بنیادی حقوق کے متعلق واضح تعلیمات پائی جاتی ہیں جب ہم تشکیل کائنات کا سوچتے ہیں تو ہمیں خاندان کا وجود ملتا ہے۔ اس خاندان میں ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کا وجود نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے اگر ان کا وجود ختم ہو جائے تو دنیا کی آبادی رک ہی نہیں جائے گی بلکہ ایک وقت ایسا آئے گا دنیا انسانوں سے خالی ہو جائے گی لیکن اگر ان کا وجود ختم نہ ہو، اور ان کی صحیح تعلیم و تربیت نہ ہو تو خاندان اور سماج پاکیزہ ماحول سے محروم ہو جائے گا اور نئی نسل تباہ و برباد ہو جائے گی۔ یہ نقطہ اسلام سے پوشیدہ نہیں تھا اس لیے اسلام میں ان کے حقوق و فرائض

تفصیل سے بیان کئے گئے اور ان کو معاشرہ میں قابل التفات اور قابل قدر و احترام ہستی بنایا اور ان کو ایسے حقوق و مرتبے سے ہمکنار کیا جن سے وہ محروم تھیں۔

اسلام سے پہلے باقی مذاہب میں عورت کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں تھا لڑکی قابل نفرت چیز تھی۔ ذلت و رسوائی، جگہ جگہ ان کی تذلیل ان کا مقدر تھا۔ کبھی اس کو شیطان کا محرک کہا گیا تو کبھی اسے پیدائشی گناہگار لیکن اسلام نے اس کو وہ مقام و مرتبہ عطاء کیا جس کا کوئی ثانی نہین اسی عورت جس کو زندہ در گور کیا جاتا تھا وہ حقوق مثلاً (نکاح کا حق، حق مہر، حضانت کا حق، خلع کا حق) وغیرہ بھی عطا فرمائے گئے جبکہ سامی مذاہب میں عورتوں کو معاشی حقوق بالکل بھی نہیں دیے گئے جو کہ عورتوں کے لیے مالی استحصال کا موجب رہی۔

الغرض اسلام انسانیت کے لیے تکریم، وقار اور حقوق کے تحفظ کا پیغام لے کر آیا جبکہ اسلام سے قبل معاشرے کا ہر کمزور طبقہ طاقتور کے زیر نگیں تھا۔ جبکہ اسلامی تعلیمات میں یتیموں اور خواتین کے معاشی حقوق کی تاریخ درخشاں روایات امین ہے۔ امید ہے کہ زیرِ نظر تحقیق موضوع سے نہ صرف اسلام کے بارے میں مغالطوں کا ازالہ ہو گا بلکہ معاشرے میں خواتین کے معاشی حقوق کے بارے میں حقیقی اسلامی شعور کو بھی فروغ حاصل ہو گا۔

نتائج:

1۔ دنیا کے قانون سازوں کی طرف سے دیئے گئے حقوق کے بر عکس یہ حقوق مستقل بالذات، مقدس اور نا قابل تنسیخ ہیں۔

2۔ ان کے پیچھے الٰہی منشا وارادا کار فرما ہے اس لئے انہیں کسی عذر کی بناء پر تبدیل، ترمیم یا معطل نہیں کیا جا سکتا۔

3۔ ایک حقیقی اسلامی ریاست میں ان حقوق سے عام شہری مستفیض ہو سکیں گے۔

4۔ کوئی ریاست یا فرد واحد ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

5۔ ریاست نہ ہی قرآن وسنت کی طرف عطا کردہ بنیادی حقوق کو معطل یا کالعدم قرار دے سکتا ہے۔

6۔ معاشرے میں خواتین کے معاشی حقوق کے سلسلے میں اسلامی شعور کو فروغ ملے گا۔

تجاویز:

1۔ ایک یہ کہ مرد کو جو حاکمانہ اختیارات محض خاندان کے نظم کی خاطر دئے گئے ہیں ان کا ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ ظلم نہ کر سکے اور ایسا نہ ہو کہ تابع و متبوع کا تعلق لانڈی اور آقا کا تعلق بن جائے۔

2۔ دوسرے یہ کہ عورت کو ایسے مواقع بہم پہنچائے جائیں جن سے فائدہ اٹھا کر وہ نظام معاشرت کی حدود میں اپنی فطری صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے سکے اور تعمیر تمدن میں اپنے حصے کا کام بہتر انجام دے سکے۔

3۔ تیسرے یہ کہ عورت کے لیے ترقی اور کامیابی کے بلند سے بلند درجوں تک پہنچنا ممکن ہو مگر ان کی ترقی و کامیابی جو کچھ بھی ہو عورت کی حیثیت سے ہو مرد بننا نہ تو اسکا حق ہے نہ مردانہ زندگی کے لیے اس کو تیار کرنا اس کے اور تمدن کے لیے مفید ہے اور نہ ہی وہ اس مردانہ زندگی میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

سفارشات:

1۔ بنیادی انسانی حقوق ایک اہم موضوع ہے اور ہر ملک و قوم کے لیے لازم ہے کہ اس کے لیے اس پر لکھی گئی کتب کو عام لائبریروں میں مہیا کیا جانا چاہیئے۔

2۔ بنیادی معاشی حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں عصر حاضر میں اس کی افادیت اور اہمیت پر کانفرنسز اور سیمینار منعقد کرائے جائیں۔

3۔ ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ خواتین کے معاشی حقوق کی ادائیگی کے لیے مکمل اہتمام کریں تاکہ ان کی زندگیوں کو احسن طریقے پر گامزن کیا جاسکے۔

4۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد کو چاہیئے کہ وہ خواتین کے معاشی حقوق کی ادائیگی کے لیے بھرپور انتظام کرے تاکہ ان کا مالی استحصال نہ ہو۔

5۔ ملکی حاکم کو چاہیئے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ملکی قانون کو شفافیت عطا کریں تاکہ اسوہ حسنہ کی بہترین تعلیمات کو فروغ ملے۔

6۔ بنیادی معاشی حقوق کو اسلامی بنیادوں کے مطابق استوار کریں تاکہ عام انسان بھی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

مصادر و مراجع

1۔ القرآن الکریم

2۔ ابن الجوزیہ، عبدالرحمٰن الدین، کتاب البر والصلۃ، المکتبہ التجاریہ، 1993ء

3۔ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، قاموس الکتاب، لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، 1993ء

4۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، التفسیر ابن کثیر، مترجم، محمد خالد سیف بیروت 1990

5۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید، السنن ابن ماجہ، بیروت، لبنان: دار الکتب، 1996

6۔ ابن یتیمہ ناشر، فقر والی اللہ، قاہرہ: مکتبہ ابن یتیمہ، س-ن

7۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، امام السنن ابو داؤد، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ 1994ء

8۔ احمد بن حنبل، ابو عبداللہ بن محمد، المسند، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، 1978ء

9۔ بائبل سوسائٹی، کتاب مقدس (پرانا و نیا عہد نامہ)، لاہور: 2006ء

10۔ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ 81

11۔ البیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز 1994

12۔ تالموت، مترجم سلیمان بشیر، گوہر احوال، مکتبہ عناد پاکستان، 2003ء

13۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی، بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، 1998ء

14۔ تھانوی، اشرف علی، حقوق العباد، کراچی: ادارہ اسلامیات، 1428ھ

15۔ الجزری، محمد بن الاثیر، جامع الاصول، بیروت: دار الفکر، 1997ء

16۔ ساجد الرحمٰن صدیقی، اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل، کراچی: ادارہ معارف اسلامی، 1973ء

17۔ مرتضٰی مظہری، اسلام میں خواتین کے حقوق، لاہور، میٹروپرنٹرز، 2010ء

18۔ عبد الرحمٰن، افضل، محمد ایوب منیر، دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار، لاہور: فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، 1994ء

19۔ القرشی، عبد اللہ بن وہب من مسلم، الجامع فی الحدیث، الریاض: دار ابن الجوزی، 1996ء

20۔ الکردی، دکتور ابراہیم سلیمان، المرجع فی الحضارۃ العربیۃ الاسلامیۃ الکویت: ذات السلاسل 1978ء

21۔ القیشری، ابو الحسن حجاج بن المسلم، الصحیح المسلم، بیروت، لبنان: داراحیاء التراث العربی، س۔ن

22۔ المحاسبی، الحارث بن اسد، المسترشد، س۔ن

23۔ محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر، محسن انسانیت اور حقوق انسانی، کراچی: دار الاشاعت، س۔ن

24۔ المصری، ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ، مسند الشہاب، بیروت، لبنان: موسہ (الرسالہ)

25۔ منصور پوری، محمد سلیمان، رحمت العالمین، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن

26۔ النسائی ابو عبد الرحمٰن، احمد بن شعیب، السنن النسائی، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ 1991